# عورت اسلامی خاندان میں

(مولانا سید جلال الدین عمری)

خاندان میں عورت کی تین نمایاں حیثیتیں ہیں۔ ماں، بیوی اور بیٹی۔ اسلام نے ان تینوں حیثیتوں سے عورت کو بہت ہی عزت اور احترام کا مقام عطا کیا ہے۔ اسے معاشی استحکام بخشا ہے اور اسے وہ تمام حقوق دیئے ہیں جو دنیا کا کوئی بھی معاشرہ کسی بھی شخص کو دے سکتا ہے۔

ماں کی حیثیت سے: اسلام میں خدا اور رسول کے بعد سب سے اونچا درجہ ماں کا ہے۔ اسلام نے ماں اور باپ دونوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید کی ہے اور ان کی اطاعت کا حکم دیا ہے اس لئے کہ انسان پر دونوں ہی کے احسانات ہیں لیکن قرآن و حدیث میں ماں کے احسانات کو نمایاں کیا گیا ہے چنانچہ ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ (لقمان)

ہم نے انسان کو تاکید کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا ہم نے اسے حکم دیا کہ میرا شکر بھی کر اور اپنے والدین کا بھی شکریہ ادا کر میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے۔ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا (الاحقاف ۱۵)

ہم نے انسان کو وصیت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اس کی ماں نے تکلیف اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور تکلیف اٹھا کر اسے جنا۔ اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس مہینے لگ گئے۔

بچہ کی نگہداشت، پرورش، خدمت اور تعلیم و تربیت وغیرہ میں باپ کے ساتھ ماں بھی شریک ہوتی ہے لیکن حمل، وضع حمل اور رضاعت کی تکلیف تنہا ماں برداشت کرتی ہے۔ نو ماہ تک حمل کا بوجھ اٹھانا۔ موت و حیات کی کشمکش سے گزر کر بچہ کو جنم دینا۔ اپنے خون کو دودھ بنا کر بچہ کو پلانا اور پھر اس پورے عرصہ میں احتیاط کی زندگی گزارنا آسان نہیں ہے اس صعوبت کے برداشت کرنے میں باپ اس کا شریک نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کا احسان بھی زیادہ ہے۔

احادیث میں ماں کی خدمت، اطاعت اور اس کے ساتھ حسن سلوک کی طرف مختلف پہلوؤں سے توجہ دلائی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باپ کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کی تاکید فرمائی ہے لیکن ماں کے ساتھ حسنِ سلوک پر زیادہ زور دیا ہے۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے:۔

| | |
|---|---|
| أُوصِي امرأً بأُمِّهِ أُوصِي امرأً بأُمِّهِ أُوصِي امرأً بأُمِّهِ أُوصِي امرأً بأبِيهِ [۱] | میں آدمی کو اس کی ماں کے بارے میں تاکید کرتا ہوں، میں آدمی کو اس کی ماں کے بارے میں تاکید کرتا ہوں میں آدمی کو اس کی ماں کے بارے میں تاکید کرتا ہوں میں آدمی کو اس کے باپ کے بارے میں تاکید کرتا ہوں۔ |
| حضرت عائشہ رضی روایت ہے۔ قلت یا رسول اللہ! من اعظم الناس حقا علی المرأۃ قال زوجھا قلت من اعظم الناس حقا علی الرجل قال امہا [۲] | میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عورت پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کے شوہر کا میں نے پوچھا مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کی ماں کا۔ |

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ باپ کے مقابلے میں ماں کمزور ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ حسن سلوک کی زیادہ تاکید فرمائی ہے۔ ہو سکتا ہے یہ بات بھی ہو لیکن اصل وجہ یہ ہے کہ ماں کے احسانات باپ سے زیادہ ہیں اور وہ فی الواقع اس کی مستحق ہے کہ اس کی طرف زیادہ توجہ کی جائے۔

۲- احادیث میں والدین کی نافرمانی کو کبائر یعنی بڑے گناہوں میں شمار کیا گیا ہے [۳] اس کے ساتھ ماں کی نافرمانی سے بچنے کی خصوصیت سے تاکید کی گئی ہے۔ اور اسے ایک فعل حرام قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

| | |
|---|---|
| ان اللہ حرّم علیکم عقوق الامہات۔ و وأد البنات [۴] | اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام ٹھہرائی ہے ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا۔ |

---

[۱] ابن ماجہ، ابواب الادب، باب برالوالدین۔ مستدرک حاکم ۴/ ۱۵۰ [۲] مستدرک حاکم ۴/ ۱۵۰

[۳] بخاری، کتاب الادب باب عقوق الوالدین من الکبائر۔ مسلم کتاب الایمان، باب الکبائر و اکبرھا

[۴] بخاری، کتاب الادب باب عقوق الوالدین من الکبائر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس معصیتوں کا ذکر فرمایا اور کہا کہ جب میری امت ان کا ارتکاب کرنے لگے گی تو اس پر مصیبتوں اور عذاب کا نزول شروع ہو جائے گا۔ ان میں سے ایک یہ ہے:-

اطاع الرجل زوجته وعق امه و برصدیقه وجفا اباه

آدمی اپنی بیوی کی بات مانے گا اور ماں کی نافرمانی کریگا دوست کے ساتھ تو اچھا برتاؤ کرے گا لیکن باپ کے ساتھ اس کا رویہ سخت ہوگا۔

ایک روایت میں اسے علاماتِ قیامت سے ایک علامت قرار دیا گیا ہے [1]

۳۔ ماں کے ساتھ حسن سلوک کو حصولِ جنت اور گناہوں سے مغفرت کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ حارثہ بن نعمان اپنی ماں کے ساتھ سب سے اچھا سلوک کرتے تھے۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں جنت کا نظارہ دیکھا۔ وہاں میں نے کسی کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا یہ کس کی آواز ہے۔ بتایا گیا کہ یہ حارثہ بن نعمان کی آواز ہے۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ سے فرمایا۔ یہ ہے ماں کے ساتھ حسن سلوک کا ثواب۔ یہ ہے ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کا ثواب۔ [2]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھ سے ایک بڑے گناہ کا ارتکاب ہوگیا ہے۔ کیا اس سے توبہ کی کوئی شکل ہے؟ آپ نے اس سے پوچھا کیا تمہاری ماں ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا تمہاری خالہ ہے؟ اس نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا اس کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ [3]

اس کا مطلب یہ ہے کہ ماں ہی کی خدمت نہیں بلکہ اس کے عزیزوں اور رشتہ داروں کی خدمت بھی گناہوں کے کفارہ اور مغفرت کا سبب بن جاتا ہے

۴۔ ماں کی خدمت باپ کی خدمت سے بھی مقدم ہے۔ ماں کے بعد ہی کسی دوسرے کا مقام ہے۔

---

[1] ترمذی، ابواب الفتن، باب ماجاء فی اشراط الساعۃ [2] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب فی البر والصلۃ بحوالہ شرح السنۃ و بیہقی دررواہ الحاکم فی المستدرک ۴/۱۵۱

[3] ترمذی ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی بر الخالۃ۔ مستدرک حاکم ۴/۱۵۵

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا من احق بحسن صحابتی ، میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے ؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں - اس نے پوچھا اس کے بعد کون ؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں، اس نے تیسری مرتبہ پوچھا اس کے بعد کون ؟ آپ نے اس مرتبہ بھی اسے یہی جواب دیا - چوتھی مرتبہ جب اس نے یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا تمہارا باپ ۔[1]

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے ؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں - اس نے سوال کیا پھر کون ؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں، اس نے سہ بارہ یہی سوال کیا - آپ نے اس مرتبہ بھی یہی جواب دیا - چوتھی بار جب اس نے یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا - تمہارا باپ - اس کے بعد رشتہ میں جو تم سے جتنا قریب ہو اتنا ہی وہ حسن سلوک کا مستحق ہوگا ۔[2]

قاضی عیاض کہتے ہیں بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ماں اور باپ دونوں حسن سلوک کا برابر استحقاق رکھتے ہیں - لیکن جمہور کے نزدیک ماں کا حق زیادہ ہے - امام نووی فرماتے ہیں یہی رائے صحیح ہے - حارث محاسبی کہتے ہیں کہ اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ ماں کا حق اس معاملہ میں باپ سے زیادہ ہے ۔[3]

ماں کے ساتھ حسن سلوک دوگنا ہونا چاہیئے یا تین گنا اس بارے میں مختلف روایات آتی ہیں، امام طحاوی فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں وہ روایات زیادہ قوی ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ انسان کو باپ کے ساتھ جتنا سلوک کرنا چاہیئے اس سے تین گنا زیادہ ماں کے ساتھ کرنا چاہیئے ۔[4]

امام احمد فرماتے ہیں باپ کی اطاعت ہوگی اور اس کا حکم مانا جائے گا لیکن جہاں تک حسن سلوک کا تعلق ہے چار حقوق میں سے تین ماں کے ہوں گے ۔[5]

اسلام نے ماں باپ کے قانونی حقوق ادا کرنے ہی پر زور نہیں دیا بلکہ ان کے ساتھ حسن سلوک کی

---

[1] بخاری، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن صحابتی - مسلم، کتاب البر والصلۃ - [2] ابوداؤد، کتاب الادب، ترمذی، ابواب البر والصلۃ [3] شرح مسلم ۲/۳۱۲ - ۳۱۳ [4] تفصیل کے لئے دیکھی جائے مشکل الآثار ۲/۲۷۰ - ۲۷۳ - [5] اعلام الموقعین ۴/۳۵۹ -

تاکید فرمائی ہے اس میں دو باتیں داخل ہیں۔ ایک یہ کہ ان کے حقوق خوش دلی اور محبت کے ساتھ ادا کئے جائیں اور انہیں بوجھ نہ سمجھا جائے۔ دوسرے یہ کہ قانونی حدود سے آگے بڑھ کر ان کے ساتھ وہ بہتر سے بہتر رویہ اختیار کیا جائے جو انسان کے بس میں ہے۔ اس میں بھی ماں کا حق باپ سے مقدم ہے۔

بیوی کی حیثیت سے اسلام کے نزدیک عورت کا مستقل وجود ہے۔ نکاح کی وجہ سے نہ تو اس کی شخصیت شوہر کی شخصیت میں گم ہو جاتی ہے اور نہ وہ اس کی محکوم اور غلام ہوتی ہے۔ شادی کے بعد ایک طرف تو وہ نئی ذمہ داریاں سنبھالتی ہے اور دوسری طرف کچھ حقوق کی مالک بھی ہوتی ہے۔ وہ جس طرح اپنی ذمہ داریوں سے انکار نہیں کر سکتی اسی طرح اس کے یہ حقوق بھی چھینے نہیں جا سکتے۔

اب آیئے یہ دیکھیں کہ اسلام میاں بیوی کے تعلقات کو کس نقطۂ نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے لئے کیا اخلاقی اور قانونی بنیادیں فراہم کرتا ہے؟

ا۔ میاں بیوی کا تعلق اصلاً الفت و محبت کا تعلق ہے۔ عورت اور مرد کے درمیان اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر محبت، کشش اور جاذبیت رکھ دی ہے۔ قرآن مجید نے ایک جگہ اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:-

| | |
|---|---|
| وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ (الروم: ۲) | اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ |

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ میاں بیوی کے درمیان الفت و محبت اور ہمدردی و غمخواری کا تعلق ہونا چاہیئے۔ یہی ان کی فطرت کا تقاضا ہے۔ اگر محبت کی جگہ نفرت و عداوت نے لی ہے تو یہ اس فطرت کے خلاف ہے جس پر اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے

۲۔ بیوی بچے کے لئے شوہر خاندان کا سربراہ ہوتا ہے جو اسے چلاتا ہے اس کے بغیر اس کا نظم باقی نہیں رہ سکتا۔ خاندان اور اس کے مسائل دوسرے بہت سے اداروں اور ان کے مسائل سے زیادہ پیچیدہ اور متنوع ہیں۔ اگر اس کا

کوئی سرد مزاج اور عاقل ہو تو لامحالہ اس کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ اسلام کے نزدیک مختلف اسباب کی بنا پر مرد کو خاندان کے سربراہ کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مرد کو اس کی بیوی پر بے قید اور مطلق اقتدار دے دیا گیا ہے اور بیوی اس کی محکوم مطلق ہے۔ بلکہ عورت پر جہاں یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ مرد کو اپنا بڑا مان کر جائز مطالبات میں اس کی اطاعت کرے اور گھر کے نظم کو ٹھیک رکھے وہیں وہ اپنے حقوق بھی رکھتی ہے۔ ان حقوق کی ادائیگی مرد کے لئے لازم ہے۔ چنانچہ قرآن میں ہے:۔

| | |
|---|---|
| اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا | مرد عورتوں کے سرپرست اور نگراں ہیں۔ اس وجہ سے |
| فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ | کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے |
| اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ | بھی کہ وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ پس جو نیک بیویاں |
| قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ | ہیں وہ اطاعت کرنیوالی اور مردوں کے پیچھے انکی چیزوں کی |
| (النساء: ۳۴) | حفاظت کرنیوالی ہیں اسطرح جیسے اللہ نے حفاظت فرمائی ہے۔ |

یہی بات ایک دوسری جگہ اس طرح فرمائی گئی ہے:۔

| | |
|---|---|
| وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ | دستور کے مطابق ان کے اسی طرح حقوق ہیں جس طرح |
| وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۟ | ان کی ذمہ داریاں ہیں البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ |
| (البقرہ: ۲۲۸) | برتری کا ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ |

خاندانی زندگی میں مرد کی برتری کو تسلیم کر کے عورت 'نان نفقہ' 'رہائش' مہر، حفاظت و صیانت اور تعلیم و تربیت وغیرہ بہت سے حقوق سے بہرہ مند ہوتی ہے۔ ان حقوق کی ادائیگی میں مرد کوتاہی کرے تو از روئے قانون وہ انہیں حاصل کر سکتی ہے۔

۳۔ اسلام نے اس کی ترغیب دی ہے کہ مرد اپنی بیوی کے قانونی حقوق ہی نہ ادا کرے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر اس کے ساتھ اچھے سے اچھا سلوک کرے۔ بعض اوقات بیوی کی شکل و صورت مزاج اور عادات آدمی کو ناپسند ہوتے ہیں۔ اس کا اثر ان کے تعلقات پر بھی پڑتا ہے اس طرح کے مواقع پر آدمی کو بیوی کے اچھے پہلوؤں کو بھی دیکھنا چاہئے۔ اس کی ایک بات ناپسندیدہ ہو تو دس باتیں قابل تعریف

بھی ہو سکتی ہیں اس لئے شرافت و اخلاق ہی کا نہیں حکمت و دانائی کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی گھر کو وسیع مفاد کے سامنے رکھے اور تعلقات کو خراب نہ ہونے دے۔ اس معاملہ میں اسلام نے جس اعلیٰ رویہ کی تلقین کی ہے اس کی مثال مشکل ہی سے کہیں اور ملے گی۔ فرمایا:

| | |
|---|---|
| وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا (النساء: ۱۹) | ان کے ساتھ بھلے طریقہ سے زندگی بسر کرو۔ اگر تم ان کو ناپسند کرتے ہو تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ نے اسی میں بہت سی بھلائی رکھ دی ہو۔ |

اس حسن سلوک کی بہترین تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں ملتی ہے۔

حضرت معاویہ قشیریؓ نے آپ سے بیوی کے حقوق پوچھے تو فرمایا:

| | |
|---|---|
| ان تطعمها اذا طعمت وتکسوها اذا اکتسیت ولا تضرب الوجه ولا تقبح ولا تهجر الا فی البیت [1] | جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ (غصہ سے بے قابو ہو کر) اس کے منہ پر مت مارو اور اس کو برا بھلا مت کہو (اس سے کنارہ کشی ضروری ہو جائے تو گھر سے مت نکال دو بلکہ) گھر ہی کے اندر اس سے علیحدہ رہو۔ |
| یہی روایت ان الفاظ کے ساتھ بھی آئی ہے۔ | |
| اطعموهن مما تاکلون واکسوهن مما تکتسون ولا تضربوهن ولا تقبحوهن [2] | تم جو کھاؤ وہی ان کو بھی کھلاؤ، جو پہنو وہی ان کو بھی پہناؤ، ان کو مار پیٹ مت کرو اور برا بھلا مت کہو۔ |

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے میں انسان کا جو معیار ہے وہی اس کی بیوی کا بھی ہونا چاہیے۔ خود اعلیٰ معیار کے ساتھ رہنا اور اسے کم تر معیار کی زندگی گزارنے پر مجبور کرنا صحیح نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کے ساتھ میل جول اور تعلقات میں شریفوں کا سا برتاؤ کرنا چاہیے، جہالت اور بربریت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔

عورت کی کوئی بات ناگوار گزرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی ہے کہ آدمی کو صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے۔ اس لئے کہ یہ ناگواری بالعموم وقتی اور عارضی ہوتی ہے۔ اس کی ایک حرکت ناپسند ہوتی ہے

---

[1] ابو داؤد، کتاب النکاح، باب فی حق المرأة علی زوجها [2] حوالہ سابق

تو دوسری دل کو خوش کرنے والی بھی ہو سکتی ہے۔ بات بات پر غم و غصہ اور نفرت کا اظہار باہمی تعلقات کو ہمیشہ کے لئے خراب کر سکتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا یفرک مومن مومنۃ ان کرہ منہا خلقا رضی منہا آخر [1]

کوئی مومن کسی مومنہ (بیوی) سے نفرت نہ کرے۔ اگر اس کی ایک عادت اسے اچھی نہ لگے تو دوسری اچھی لگے گی۔

بعض اوقات آدمی گھر سے باہر تو حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرتا پھرتا ہے لیکن بیوی کے ساتھ اس کا رویہ بہت غلط ہوتا ہے، حالانکہ بیوی جو زندگی بھر کی ساتھی ہے اس کی زیادہ مستحق ہے کہ اس کے ساتھ بہترین سلوک کیا جائے۔ حدیث میں اُس شخص کو سب سے اچھا انسان کہا گیا ہے جس کا سلوک بیوی کے ساتھ اچھا ہو حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اکمل المومنین ایمانا احسنھم خلقا و خیارکم نساءھم [2]

ایمان والوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان اُس شخص کا ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور تم میں بہتر لوگ وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہیں۔

ایک روایت میں بیوی بچوں کے ساتھ لطف و محبت کو ایک ایسا وصف قرار دیا گیا ہے جس سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔

ان من اکمل المومنین ایمانا احسنھم خلقا والطفھم باھلہ۔ [3]

اہل ایمان میں سب سے کامل ایمان اُس شخص کا ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور جو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ زیادہ لطف و مہربانی سے پیش آئے۔

حضرت عائشہ رضی کی ایک اور روایت ہے کہ آپ نے فرمایا

خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی [4]

تم میں بہتر شخص وہ ہے جو اپنے گھروالوں کے حق میں بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب میں بہتر ہوں۔

---

[1] مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء [2] ترمذی، ابواب الرضاع، باب ما جاء فی حق المرأۃ علی زوجھا [3] ترمذی، ابواب الایمان، باب ما جاء فی استکمال الایمان۔

[4] ترمذی، ابواب المناقب، باب فضل ازواج النبیؐ، مروی عن ابن ماجہ عن ابن عباس، کتاب النکاح باب حسن معاشرۃ النساء۔

۳۔ اسلام کے نزدیک زوجین کے تعلقات کی معیاری شکل یہ ہے کہ وہ کشمکش اور تنازعات سے پاک ہو بیوی شوہر کو مسرور و مطمئن رکھنے کی کوشش کرے، جائز کاموں میں اس کی اطاعت کرے اور اس کی عزت وناموس اور مال وجائیداد کی حفاظت کرے دوسری طرف شوہر اس طرح کی نیک اور صالح بیوی کو بہترین متاعِ حیات سمجھے اور اس کے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کرے۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ نیک اور صالح عورت کی کیا صفات ہیں۔ آپ نے جواب دیا:

| | |
|---|---|
| التی تسرہ اذا نظر وتطیعہ اذا امر ولا تخالفہ فی نفسہا ومالہا بما یکرہ[۱] | جب اسے وہ دیکھے تو خوش کرے، جب کوئی حکم دے تو اسے مان لے اور ناموس اور اس کے مال کی حفاظت کرے اور ان میں اس کی مخالفت نہ کرے |

حضرت ابوامامہ رضؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| ما استفاد المومن بعد تقوی اللہ خیرا لہ من زوجۃ صالحۃ ان امرھا اطاعتہ وان نظر الیہا سرتہ وان اقسم علیہا ابرتہ وان غاب عنہا نصحتہ فی نفسہا ومالہ۔[۲] | اللہ کے تقویٰ کے بعد ایک مومن جن چیزوں سے فائدہ اٹھاتا ہے ان میں صالح بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے ایسی بیوی کہ اسے حکم دے تو اطاعت کرے دیکھے تو مسرت سے بھر دے کوئی بات قسم کھا کر کہہ دے تو اسے پورا کرے اور اس کی غیر حاضری میں اپنے نفس اور اس کے مال میں خیرخواہی کا رویہ اختیار کرے۔ |

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| الدنیا متاع وخیر متاعہا المرأۃ الصالحۃ۔[۳] | یہ دنیا زندگی گزارنے کا سامان ہے۔ اس میں بہترین سامان صالح عورت ہے۔ |

---

[۱] مسند احمد ۲/۲۵۱۔ نسائی، کتاب النکاح، باب ای النساء خیر۔

[۲] ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب افضل النساء۔

[۳]۔ مسلم، کتاب الرضاع باب الوصیۃ بالنساء، ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب افضل النساء۔

حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سونا اور چاندی کے جمع کرنے سے تو منع فرمایا ہے پھر ہم کس قسم کا مال اپنے پاس رکھیں۔ آپ نے فرمایا:-

لیتخذ احدکم قلبا شاکرا ولسانا ذاکرا وزوجۃ مومنۃ تعین احدکم علی امر الاخرۃ۔[1]

تم میں سے ہر کسی کو شکر گزار دل، اللہ کو یاد کرنے والی زبان اور مومن بیوی جو آخرت کے کاموں میں اس کی مدد کرے اپنے پاس رکھنا چاہیئے (یہی سب سے بڑی دولت ہے)

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام میاں بیوی کے درمیان کس قسم کے تعلقات دیکھنا چاہتا ہے اگر اس نوعیت کے تعلقات قائم ہو جائیں تو دونوں ایک دوسرے کے معاون، ہمدرد اور بہی خواہ ہوں گے۔ ان کی زندگی خوشگوار اور مثالی ہوگی اور حقوق و اختیارات کے وہ مسائل جن کی وجہ سے بالعموم خانگی زندگی تباہ و برباد ہو جاتی ہے پیدا ہی نہیں ہوں گے۔

**لڑکی کی حیثیت سے** دورِ جاہلیت میں لڑکے بہت بڑا سرمایہ سمجھے جاتے تھے اور ان کے وجود پر فخر کیا جاتا تھا اسلئے کہ ان سے قبیلہ کی قوت میں اضافہ ہوتا اور معاشی تنگ دو میں وہ معاون اور مددگار ہوتے۔ لیکن لڑکیاں اہلِ عرب کیلئے ایک بوجھ تھیں۔ ان کو وہ موجبِ عار سمجھتے تھے اور ان کے ذکر ہی سے ان کا سر شرم سے جھک جاتا تھا۔ قرآن مجید نے لڑکیوں کے بارے میں ان کے جذبات کی تصویر کشی ان الفاظ میں کی ہے۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ (النحل: ۵۸-۵۹)

جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوش خبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ غم سے گھٹنے لگتا ہے اس خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپا پھرتا ہے (اور اس سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ) آیا ذلت برداشت کرتے ہوئے اسے باقی رکھے یا مٹی کے نیچے دفن کردے

ان مکروہ جذبات کا ایک نتیجہ یہ بھی تھا کہ بعض قبائل لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ قرآن مجید نے قتلِ اولاد کی سخت مذمت کی، اسے ایک سنگین جرم قرار دیا اور ہمیشہ کے لئے اسے ختم کر دیا۔ اسنے کہا کہ قیامت کے روز اس شقاوت اور سنگ دلی کا خدا کو جواب دینا ہوگا۔ فرمایا

---

[1] ابن ماجہ حوالہ سابق۔ ترمذی، ابواب التفسیر سورۂ توبہ

وَ اِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ (التکویر) اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ اس لڑکی سے پوچھا جائے گا جسے زندہ دفن کیا گیا تھا کس جرم میں اسے مارا گیا۔

اسلام نے لڑکیوں کے بارے میں اس کے بالکل برعکس جذبات پیدا کئے۔

۱۔ اس نے پہلی بات یہ کہی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ وہ کسی کو اولاد سے نوازتا ہے اور کسی کو محروم کر دیتا ہے۔ کسی کو صرف لڑکے عطا کرتا ہے اور کسی کو صرف لڑکیاں۔ کسی کو لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہی دیتا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی صورت نہ تو باعث افتخار ہے اور نہ ذلت و رسوائی کا سبب۔ یہ سب کچھ خدا کی قدرت اور علم و حکمت کے تحت ہوتا ہے۔ جو لوگ اسے عزت و ذلت کا معیار سمجھتے ہیں وہ اس کی حکمت پر حرف گیری کرتے ہیں۔ فرمایا۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَّيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ۔ (الشوریٰ: ۴۹-۵۰)

اللہ ہی کیلئے آسمان اور زمین کی بادشاہت ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکیاں اور جسے چاہتا ہے لڑکے عطا کرتا ہے یا انہیں لڑکوں اور لڑکیوں کے جوڑے دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ بیشک وہ علم والا اور قدرت والا ہے۔

۲۔ لڑکیوں کی پرورش کی ترغیب دی گئی۔ اسے کار ثواب اور حصول جنت کا بہت بڑا ذریعہ قرار دیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من بلی من هذه البنات شیئاً فاحسن الیهن کن له ستراً من النار۔ [۱]

اللہ تعالیٰ جس شخص کو ان لڑکیوں کے ذریعہ کچھ بھی آزمائش میں ڈالے اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو وہ اس کیلئے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گی

احادیث میں دو تین لڑکیوں یا بہنوں بلکہ ایک لڑکی یا ایک بہن کی پرورش پر بھی جنت کی خوشخبری دی گئی ہے اس سے اس شخص کے اجر و ثواب کا اندازہ کیا جا سکتا ہے جسے تین سے بھی زیادہ بچیوں یا بہنوں کی نگہداشت کرنی پڑے۔

---

[۱] بخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ۔ مسلم کتاب البر والصلۃ، باب فضل الاحسان الی البنات۔

حضرت عقبہ بن عامر رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

من کانت لہٗ ثلاث بنات فصبر علیھن
فاطعمھن وسقاھن وکساھن
من جدتہ کن لہ حجابا من النار[۱]

جس کسی کے تین لڑکیاں ہوں وہ ان کے سلسلہ کی
پریشانیوں پر صبر کرے اور اپنی محنت کی کمائی سے ان
کو کھلائے پلائے اور پہنائے تو وہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے
حجاب بن جائیں گی۔

حضرت ابو سعید خدری رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

لا یکون لاحد کم ثلاث بنات او ثلاث
اخوات فیحسن الیھن الا دخل الجنۃ[۲]

تم میں سے جس کے تین لڑکیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ
ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو جنت میں لازماً داخل ہوگا۔

حضرت ابو سعید خدری رضؓ ہی کی ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

من کانت لہٗ ثلاث بنات او ثلاث اخوات
او ابنتان او اختان فاحسن صحبتھن
واتقی اللہ فیھن فلہ الجنۃ۔[۳]

جس کسی کے تین لڑکیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو لڑکیاں یا
دو بہنیں ہی ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھی رفاقت نبھائے
کرے اور ان کے بارے میں اللہ سے ڈرے تو اس کیلئے جنت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

من عال جاریتین حتّٰی تبلغا جاء یوم
القیامۃ انا وھو ھکذا۔

جو شخص دو بچیوں کی، ان کے جوانی کو پہنچنے تک پرورش
کریگا قیامت کے روز میں اور وہ اس طرح مل کر آئیں گے

یہ فرما کر آپ نے انگشت ہائے مبارک کو ملا کر دکھایا[۴]

حضرت ابو ہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من کنّ لہ ثلاث بنات فصبر علی لأوائھن
وضرائھن ادخلہ اللہ الجنۃ برحمتہ ایاھن

جس کسی کے تین لڑکیاں ہوں اور وہ ان کی تکلیف
اور معاشی پریشانیوں پر صبر کرے تو ان کے ساتھ حسن سلوک

---

[۱] مسند احمد ۴/ ۱۵۴ ۔ ابن ماجہ ۔ ابواب الادب، باب بر الوالد والاحسان الی البنات ۔
[۲] ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ما جاء فی النفقۃ علی البنات ۔ [۳] حوالہ سابق
[۴] مسلم، ابواب البر والصلۃ، باب فضل الاحسان الی البنات

قال فقال رجل واثنتان یا رسول اللہ قال واثنتان قال رجل یا رسول اللہ وواحدۃ قال وواحدۃ۔ [1]

ہمدردی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا فرماتے ہیں اس پر ایک شخص نے پوچھا اگر کسی کے دو لڑکیاں ہوں (اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو) آپ نے فرمایا دو لڑکیاں ہوں تو بھی (اللہ جنت عطا فرمائے گا) ایک شخص نے کہا اگر ایک ہو؟ آپ نے فرمایا ایک ہو تو بھی۔

اسی مفہوم کی ایک روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے بھی آئی ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

من عال ثلاث بنات او مثلهن من الاخوات فادّبهنّ ورحمهنّ حتى يغنيهنّ اللهُ اوجب اللهُ له الجنّةَ۔

جو شخص تین لڑکیوں کی یا ان جیسی تین بہنوں کی پرورش کرے، ان کو ادب اور سلیقہ سکھائے، ان کے ساتھ شفقت و محبت کا سلوک کرے یہاں تک کہ اللہ ان کو بے نیاز کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت واجب کر دیگا

یہ ثواب سن کر ایک شخص نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! اگر کوئی دو لڑکیوں یا بہنوں کی اسی طرح خدمت کرے تو کیا اسے بھی یہی ثواب ملے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں! دو پر بھی۔ راوی کا بیان ہے کہ اگر وہ ایک کے بارے میں سوال کرتا تو بھی آپ یہی جواب دیتے۔ [2]

۲۔ ان احادیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ایک لڑکی یا ایک بہن کی پرورش اور تعلیم و تربیت سے بھی آدمی جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ جب وہ ایک سے زیادہ کا بوجھ اٹھاتا ہے تو امید ہے اس کے درجات اور بلند ہوں گے احادیث میں اس بات کی بھی ترغیب دی گئی ہے کہ بچیوں کی پرورش کے ساتھ ان کو اچھی تعلیم و تربیت دی جائے ان کا مناسب رشتہ کیا جائے اور اس کے بعد بھی بہتر سے بہتر سلوک ان کے ساتھ کیا جائے۔

حضرت ابو سعید خدری رضؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

من عال ثلاث بنات فادّبهنّ وزوّجهنّ واحسن اليهنّ فله الجنّة [3]

جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی۔ ان کو تعلیم و تربیت دی ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ (بعد میں بھی) اچھا

---

[1] مستدرک حاکم ۴/۱۷۷۔ [2] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الادب، باب فی البر والصلۃ بحوالہ شرح السنہ [3] ابوداؤد، کتاب الادب باب فضل من عال یتامیٰ۔ مستدرک حاکم ۴/۱۷۷

سلوک کیا تو اس کے لئے جنت ہے۔

۳۔ عام طور پر لڑکوں سے زیادہ محبت کی جاتی ہے۔ غذا، لباس، علاج اور تعلیم وغیرہ ہر معاملہ میں ان کے ساتھ ترجیحی سلوک کیا جاتا ہے۔ یہ سراسر ظلم اور ناانصافی ہے۔ حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے اور اس کی ترغیب دی گئی ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان فرق نہ کیا جائے اور ان کے ساتھ برابر کا سلوک کیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| من کانت لہ انثی فلم یئدھا ولم | جس شخص کے لڑکی ہو۔ وہ نہ تو اسے زندہ درگور کرے |
| یھنھا ولم یؤثر ولدہ علیھا یعنی الذکور | اور نہ اس کے ساتھ حقارت آمیز سلوک کرے اور نہ اس پر |
| ادخلہ اللہ الجنۃ سلہ | اپنے لڑکے ہی کو ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں |
| | داخل فرمائے گا۔ |

ان احادیث میں لڑکیوں کی پرورش، تعلیم و تربیت، شادی بیاہ اور ان کے ساتھ مساوی سلوک پر جہنم سے نجات پانے اور جنت کے ملنے کی خوش خبری دی گئی ہے جس شخص کو خدا اور آخرت پر یقین نہیں ہے اور جو اس دنیا ہی کو سب کچھ سمجھے ہوئے ہے وہ تو اس کی اہمیت محسوس نہیں کر سکتا لیکن ایک مومن کا مطمح نظر ہی آخرت کی کامیابی ہے۔ اس کے لئے اسی بشارت میں وہ سب کچھ ہے جو وہ چاہتا ہے۔

اس ترغیب کے ساتھ بچیوں کے بارے میں یہ تصور بھی بٹھایا گیا کہ وہ بے حیثیت اور کم قیمت نہیں ہیں جیسا کہ دنیا سمجھتی ہے بلکہ وہ قدرت کا گراں مایہ عطیہ ہیں۔ ان کے اندر جو انس اور محبت ہوتی ہے وہ لڑکوں میں کبھی نہیں ہوتی۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

| | |
|---|---|
| لا تکرھوا البنات فانھن المؤنسات | لڑکیوں سے نفرت مت کرو۔ وہ تو غم خوار اور بڑی |
| الغالیات۔ سلہ | قیمتی ہیں۔ |

لڑکی کے ساتھ حسن سلوک کی یہ وہ تعلیم ہے جس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ اسلامی قانون کی رو سے اولاد اگر صاحب

---

سلہ حوالہ سابق سلہ مسند احمد ۱/ ۱۵۱ قال المناوی اسنادہ حسن۔ التیسیر شرح الجامع الصغیر ۲/ ۲۹۰

حیثیت نہیں ہے اور اس کے پاس کوئی جائز ذریعہ معاش بھی نہیں ہے تو باپ پر اس کا نفقہ واجب ہوجاتا ہے۔ اس اصول کے تحت لڑکوں کی طرح لڑکیوں کا نفقہ بھی اس پر واجب ہے۔ لڑکی کا نفقہ اس کی شادی کے ہونے تک باپ پر اور باپ کی عدم موجودگی قریب ترین رشتہ دار پر ضروری ہے۔ شادی کے بعد شوہر اس کے نان نفقہ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ شوہر کا انتقال ہوجائے یا وہ اسے طلاق دیدے اور عورت معاشی لحاظ سے خود کفیل نہ ہو تو اس کی اولاد پر اور اولاد نہ ہونے کی صورت میں باپ یا اور کسی قریبی رشتہ دار پر اس کی ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔ یہ اس کا قانونی حق بھی ہے اور حدیث میں اس ذمہ داری کے اٹھانے کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سراقہ بن مالک رضؓ سے پوچھا۔

الا ادلک علی اعظم الصدقۃ۔ — تمہیں بتاؤں کہ سب سے بڑا صدقہ کیا ہے؟

انھوں نے عرض کیا ضرور بتائیے۔ آپ نے فرمایا:-

ابنتک مردودۃ الیک لیس لھا کاسب غیرک۔ ؎ — اپنی اس بچی پر احسان کرنا جو (بیوہ ہونے یا طلاق دے دیے جانے کی وجہ سے) تمہاری طرف لوٹادی گئی ہو اور جس کے لئے کمانے والا تمہارے سوا کوئی اور نہ ہو

صحابۂ کرامؓ اپنی بیوہ یا مطلقہ لڑکیوں کا کس حد تک خیال رکھتے تھے اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ حضرت زبیرؓ نے اپنے کچھ مکانات وقف کیے تھے تو اس وقف کی تفصیلات میں یہ بات بھی داخل تھی:-

للمردودۃ من بناتہ ان تسکن غیر مضرۃ ولا مضر بہا فان استغنت بزوج فلیس لھا حق ؎ — ان کی جو لڑکی (طلاق یا بیوگی کی وجہ سے) گھر واپس آجائیگی وہ ان میں رہیگی۔ نہ وہ نقصان پہونچائے گی اور نہ اسے نقصان پہونچایا جائے گا۔ اگر شوہر کی وجہ سے وہ مالی لحاظ سے بے نیاز رہے تو اس کا ان میں کوئی حق نہ ہوگا۔

اس طرح اسلام نے گھر کے اندر عورت کی حیثیت قانونی لحاظ سے بہت ہی محفوظ اور اخلاقی لحاظ سے بہت ہی بلند اور قابل احترام بنادی ہے ____________

؎ مسند احمد ۴/۱۷۵ - ابن ماجہ ابواب الادب، باب برالوالد والاحسان الی البنات مستدرک حاکم ۴/۱۷۵
؎۲ بخاری، کتاب الوصایا، باب اذا وقف ارضا او بیرا واشترط الخ